Registered   L. No. 289

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۴۶) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہی - ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

کلکتہ کے فسادات پر گورنمنٹ بنگال نے ایک طول طویل رزدلیوشن شایع کیا ہے اور بنگالیوں کی اشتعال انگیز تحریرون اور تقریرون کو اس کا اصل باعث قرار دیا ہے۔ بنگالی اخبارات حسب عادت اسپر چین بجبین ہورہے ہیں ❊ **مقدمہ** سڈیشن اخبار جگانتر میں پرنٹر کو دو سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی اُس کا اپیل ہائیکورٹ سے نامنظور ہوا۔ **کلکتہ** کے فسادات کی تحقیقات کے لئے بنگالیوں کی جو پرائیویٹ کمیٹی بیٹھی تھی اس کی کارروائی ختم ہوگئی۔ کل ۲۰۰ آدمیوں نے شہادت دی۔ مجروحین کے فوٹو لئے گئے سنا ہے کہ اس کارروائی کی رپورٹ گورنمنٹ ہند کے علاوہ ولایت کے ہر ایک ممبر پارلیمنٹ کے پاس بھیجی جائیگی ❊ **جہلم** میں طاعون کا ایک نیا کیس ہونے پر مقامی حکام نے موش کشی کے لئے ایک سو پنجرے خریدے ہیں ❊ **گورنمنٹ** بنگال نے کلکتہ کی حال کی شورش کے بارے میں پولیس کے متعلق تمام شکایات کی بازار واقعی تحقیقات کرنے کا حکم دیا ہے ❊ **دہلی** میں موش کشی کی کارروائی شروع ہوگئی۔ فی چوہا ایک پائی انعام دیا جائے گا۔ چوہے پکڑنے کی غرض سے میونسپلٹی نے ۶ ہزار روپے کے پنجرے منگوائے ہیں۔ **کلکتہ** میں کرایہ کے موٹر کار یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۷ سے چلنے شروع ہونگے کمپنی نے قریباً ۲ سو موٹر کار ولایت سے منگوائے ہیں **حافظ آباد** ضلع گوجرانوالہ میں دیا سلائی بنانے کا کارخانہ جو بڑی امیدوں سے قایم کیا گیا تھا افسوس کہ عدم فراہمی سرمایہ کی وجہ سے اُسے بند کردیا کارخانہ کا مال و اسباب ۱۹ نومبر کو بذریعہ نیلام فروخت ہوگا ❊ **دکیمہ** میونسپلٹی کے یوریشین سکریٹری کو سرکاری خزانہ کے ۱۱۴۳۲ روپے غبن کرنے کے جرم میں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رنگون کی عدالت سے ۷ سال قید سخت اور دو سو روپے جرمانے کی سزا ہوئی **ہز آنر** سر ڈنزل ایبٹسن کو افسوس کہ ابھی تک گذشتہ علالت سے پورا پورا افاقہ نہیں ہوا انگلستان سے واپس آنے پر جہاں وہ اپنے ہونٹ پر عمل جراحی کرانے کی خاطر تشریف لے گئے تھے شملہ میں انپر دوبارہ جراحی کا عمل کیا گیا۔ اب پھر خفیف سی شکایت پیدا ہوجانے کی وجہ سے لاہور میں گذشتہ جمعرات کے روز آپ پر تیسری دفعہ ویسا ہی عمل کیا گیا جو خوشی کی بات ہے کہ نہایت کامیاب ثابت ہوا اور اسکی وجہ سے فرائض منصبی کی انجام دہی میں انہیں مطلق دقت پیش نہیں آئیگی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضور ممدوح کو جلد کلی صحت عطا فرماوے ❊ **گورنمنٹ میسور** نے اپنی ریاست میں محکمہ بیطاری کا افتتاح کیا ہے اور تجویز کی ہے کہ چھ ہزار روپے سالانہ کے خرچ سے اس قسم کے ساٹھ ہسپتال قایم کئے جائیں۔ ان میں سے اب تک سات کھل چکے ہیں ❊ **کالکا شملہ** ریلوے گنج رشملہ تک بڑھائی جائیگی جس پر ایک لاکھ روپیہ اور خرچ ہوگا۔ **لاہور** میں سنا ہے کہ امسال پولیس نے انسداد قمار بازی کا خاطر خواہ انتظام کردیا ہے ❊ **محکمہ** ڈاک کا بین الاقوامی جوابی کوپن ہندوستان میں ۱۵ ماہ حال سے رائج ہوگیا۔ اور ۳ آنہ کو بکیگا ممالک غیر سے خطوط کا جواب منگانے کے لئے اگر محصول پیشگی ادا کرنا ہو تو ایسی حالت میں یہ کوپن خرید کر مکتوب الیہ کی طرف لفافہ میں بھیجدینا کافی ہوگا ❊ **پنجاب** گورنمنٹ نے بھی طاعون کی انسدادی تدابیر کے متعلق رزدلیوشن شایع کیا ہے اور ہر ایسے ضلع کے لئے جہاں مرض نمودار ہو ۲۰ ہزار روپیہ منظور کیا ہے جو چوہوں کے اتلاف۔ غربا کو مکان خالی کرنے میں امداد دینے اور دیگر اس قسم کی انسدادی تجاویز پر صرف کیا جائیگا ❊

ایڈیٹوریل نوٹس

نیشنل کانگرس کا انعقاد ناگپور میں بوجہ نااتفاقی ممبران ہونا نا ممکن ہوگیا ہے۔ چنانچہ اعتدال پارٹی نے ایک لمبی چوڑی تحریر عذرات کی پبلک کے سامنے پیش کردی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے والی پارٹی کے ساتھ اتفاق کرنا بادل پیموون ہے اور اب سے غالباً ہندوستان کے ملکی طبقہ پر دو پارٹیاں سال بسال اپنی اپنی جداگانہ تجاویز پیش کیا کرینگی۔ ایک بات تو صاف نظر آتی ہے کہ ملکی حیثیت میں بھی ابتک اس ملک کے لوگ یکسو اور یکجہتی سے کام نہیں لے سکتے۔ جبتک اس ملک کے تعلیم یافتہ لوگ اور پیشوا ملک کی سوشل اصلاح نہیں کرینگے تب تک ترقی کا مرحلہ مصداق دہلی ہنوز دور است ہوگا۔ خیر جو کچھ ہوا ہے اس سے یہ صاف نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے قوم بننے کے لئے کیا کیا مشکلات حائل ہوتی ہیں اور جب یہہ ملک اپنی کمزوریوں کو محسوس کرنے لگیگا تو ان کے رفع کرنے پر بھی آمادہ ہوگا۔ اسمیں شک نہیں کہ ملکی اتفاق جلد قایم ہوگا لیکن جسقدر جلدی سوشل ترقی اس ملک کی ہوگی اُسی قدر جلدی وہ قومیت کے معراج تک پہنچیگا ۞

اعتدال والی پارٹی کی یہ رائے ہے کہ بجز امداد گورنمنٹ ہم ترقی نہیں کرسکتے اور اس لئے ہمکو گورنمنٹ کے ساتھ شریک ہونا اور گورنمنٹ کا ہمارے ساتھ ہاتھ بٹانا ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اور کہ اگر ہمکو اصلاح مطلوب ہے تو ہمکو اُسکی گورنمنٹ سے درخواست کرنی چاہئے اور درخواست کے درپے رہنا چاہئے جبتک کہ ہمارے مطالب پورے نہوں۔ غیر اعتدال پارٹی یہہ تعلیم دیتی ہے کہ ہمکو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور گورنمنٹ سے کچھ نہ مانگیں۔ ہمکو ملکی نجات آپ نکالنی چاہئے۔ وہ عرضی دنیا اور دریوزہ گری کا پہلو اختیار کرنا لاحاصل سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کے خیال میں گورنمنٹ ہرگز انکی نہیں سنے گی۔ لہذا ہمکو آپ اپنی ضروریات بہم پہنچانی چاہئے۔ یا یوں کہو کہ گورنمنٹ ہٹی اور مطلق العنان ہے۔ ہمارے خیال میں غیر اعتدال پارٹی خود ہٹی اور مطلق العنان ہے ناگپور کا وقوعہ صاف ثابت کرتا ہے کہ باوجود یہ جاننے کے کہ اُن کے خیالات اور اُن کے طریقے باقی اہل الرائے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ تاہم انہوں نے یہ کوشش کی کہ مجبوراً اپنی رایوں کو دخل در معقول کیا اور نیشنل کانگرس کو ناگپور میں ہونے دیا۔ رایوں کا مختلف ہونا نشان تو اچھا ہے کیونکہ اس سے قوم میں ایک قسم کی زندگی کی حرکت نظر آتی ہے لیکن اگر اختلاف کے یہ معنی ہیں کہ ترقی کے رستے پر سد راہ ہوکر اُن سے جو اختلاف رائے ہیں جوت پیزار کی نوبت پر آجانا۔ تو ایسوں سے جدا ہی رہنا بہتر ہے ۞

یکم دسمبر
سن رواں سے نورافشان کا چارج مسٹر پادری ای۔ ایم ویری صاحب کے ہاتھ میں آجائیگا۔ لہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تاریخ مذکورہ سے جملہ خط و کتابت اخبار و ترسیل زر وغیرہ پادری صاحب موصوف کے نام پر ہونی چاہئے ✦
(اڈیٹر)

آریوں کا سالانہ جلسہ جو لاہور میں ۳۰ نومبر سے ۲ دسمبر تک جاری رہیگا اسمیں یہہ اشتہار بھی دیا گیا ہے کہ ایک دھرم چرچا بھی ہوگا جسمیں ہر ایک ملت اور مذہب کے لیڈر شریک ہوکر اپنے اپنے مذہب کی بنیاد پر یہہ درس دینگے کہ الہامی پستک کون سی کتاب ہوسکتی ہے۔ اگر ہوسکا تو ہم بھی اس جلسہ میں شریک ہوکر بائبل کا الہامی ہونا ثابت کرینگے ۞

مفسدانہ جلسوں کا قانون آخر پاس ہوگیا اسمیں شک نہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کا پہلا فرض یہی ہے کہ ملک میں امن اور انتظام کو قایم رکھے اور اسی بنیاد پر متذکرہ بالا قانون نافذ کیا گیا ہے لیکن ہمارے خیال میں اس قانون سے بےچینی دور نہیں ہوگی۔ اندیشہ ہے کہ لوگ خفیہ طور پر بےچینی کا سلسلہ قایم رکھینگے۔ امید واثق ہے کہ سرکار عالیہ لوگوں کی موجودہ تبدیل حالت پر غور فرماکر کوئی نہ کوئی ایسی سبیل نکالے گی کہ جس سے لوگوں کی موجودہ ضروریات رفتہ رفتہ بہم پہنچائی جائینگی۔ ہمکو ہرگز گورنمنٹ سے شاکی نہ ہونا چاہئے اور جہانتک ہوسکے لوگوں کے دلوں میں سے بے اعتباری کو دور کرنا چاہئے ۞

ہم بخوشی تمام حسب وعدہ مسٹر فضل مرحوم کی مختصر سوانحعمری جو پادری احمد شاہ شایق نے لکھی ہے درج اخبار کرتے ہیں۔ جو انہوں نے کمال ہمدردی اور زندہ دلی سے تحریر فرمائی ہے۔ جس سے مسٹر مرحوم کی اوصاف حمیدہ اور صفات جمیلہ صاف صاف نمایاں ہوتے ہیں۔ ہمارے بھی ان کے پس ماندگوں کے لئے دعا ہے کہ خداوند تعالی انکو فضل جمیل عطا فرمائے ۞

ہفتہ مختتمہ ۲۶ اکتوبر میں ۵۸۹۵ طاعونی اموات کی تفصیل یہ ہے احاطہ بمبئی ۴۲۰۷، پنجاب ۲۰۳، ممالک متوسط جس میں برار بھی شامل ہے ۲۳۴، ریاست میسور ۵۸۹، وسط ہند ۲۲۹، ریاست حیدرآباد ۱۴۹، باقی متفرق ۞

مُراسلات

انتقالِ پُرملال

روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہیں پئے شاہ و گدا دو چار دن

اس سرائے فانی کا بھی عجیب عالم ہے۔ ابھی ابھی جہان خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔ ایک گھڑی بھر میں آہ و نالہ و بین و بکاہ کی دلخراش صدائیں گونج کر رنگ میں بھنگ والا معاملہ پیدا کر دیتی ہیں ؛

سرائے مسافرت کا اعتبار ہی کیا ہے ؛ وطن کی یاد پڑی اور مسافر نے بوریا بستر اٹھایا۔ اور چلتا بنا۔ وطن کی یاد پڑتے ہی یہہ بچارا بھی راہی عدم ہوا۔ اب سرائے خالی پڑی ہے۔ اور دم بھر میں کسی اور کا مسکن بن جائیگی۔ سبحان اللہ ؛

یہہ چمن یونہی رہیگا اور ہزارون جانور
اپنی اپنی بولیان سب بولکر اڑ جائینگے

اے مرغ روح اور اے طائر قفس عنصری یاد رکھ کہ تیرا اصلی وحقیقی آشیانہ اور دائم قرار ٹھکانہ آسمان ہی ہے یہان تو تو صرف چند روزہ سیاحت کے لئے ہی آیا ہے کہ نشیب و فراز عالم دیکھکر اپنے حقیقی وطن و عزیز چمن (آسمانی فردوس) کی قدر جانے ؛

یاد آتا ہے وطن کیسا مسافر کے تئیں
شب فرقت کسی عاشق سے قدر وصل کی پوچھ

یہہ سرائے فانی اور ملک جاودانی ہے کجا رام کجا ٹین ٹین ۔ یہان نیرنگئی زمانہ و انقلاب روزگار سے کبھی عشرت اور کبھی حسرت :۔

کیا اعتبار ہستی ہے عبرت کی جا ہے یہ
عشرت کدہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہہ

مگر کیا کہنا ملک جاودانی کا۔ وہان رنج و الم کا نشان تک نہیں۔ بھوک پیاس ۔ دکھ درد نام کو نہیں۔ جہان تثلیث کی سکونت وحضوری موجود ہوں۔ وہان کس چیز کی احتیاج ہووے ۔ فرشتوں کے ساتھ ہم آواز ہوکر حقیقی سازون کے ساتھ نغمہ سرائی اور ثنا و ستائش کے گیتوں کی مست آوازین وہ مسرت آمیز سین پیدا کرتی ہیں۔ کہ بھوک پیاس کوسون بھاگے اور رنج و غم پاس نہ پھٹکیں۔ حضرت داؤد کیا خوب فرماگئے ہیں! کہ

تیرے حضور میں خوشیوں سے سیری ہے۔
اور تیرے دھنے ہاتھ کے زیر ابدی عشرتیں ہیں۔

حقیقت مین ساکنان عدم آباد کچھ ایسے متواضع و مہمان نواز ہیں کہ وہان کا کوئی مسافر کبھی واپس نہیں لوٹتا ؛

کچھ ایسی تواضع ہے عجب اہل عدم کی
مہمان کوئی ان کا کبھی واپس نہیں لوٹا

(آمدم برسر مطلب) مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو مسز محمد حسین بنام کھجی اس دار فانی سے کنارہ کش کرکے خداوند یسوع مسیح میں ملک جاودانی کو سدھار گئیں ؛

آپ شہر جہلم کے قدیمی تازہ روحانی پھلوں میں سے ایک تھیں۔ جنکو خداوند یسوع مسیح کی کشش الفت کھینچ لائی۔ اور جو کہ ہر طرح اپنے خداوند کی خدمات بجالانی کو بصد شوق ادا کرتی رہیں۔ اور آخر کار اپنے منجی کی طلبی پر اُسکی حضوری میں جہان خوشیوں سے سیری ہے کوچ کر گئیں ؛

آپ کنونشن میں بڑے شوق سے گئیں تھیں۔ اور وہان صرف ۲ دن آسمانی برکتوں کا مزہ چکھا کہ اچانک بیمار ہوگئیں اور مرض (نمونیا) کا شکار ہوئین۔ یہہ بھی خدا کا ایک بھید ہے کہ اثنائے نزول برکات روحانی میں اپنی ایک خادمہ روحانی کو اپنے پاس بلایا

مبارک وہ ہیں جو ایسے موقع پر اُسکی حضوری میں ہوتے ہوئے ہی طلب کر لیئے جاویں ؛

مگر ہم افسوس اور رنج کے آنسو بھائی محمد حسین اور مرحومہ کے بچون کے ساتھ بہاتے ہوئے ناظرین سے ملتمس ہیں کہ اپنی دعاؤن میں انہیں یاد کریں۔ کہ اطمینان کا بانی بھائی مذکور کو کامل تسلی دے۔ اور مرحومہ کے خوردسال و شیرخوار بچون کی حفاظت کا انتظام خود اپنے ہی ہاتھ میں لے۔ اور ایسے موقع پر اُن کا ہمدرد و غمگسار ہو اور اُن کے شکستہ نازک دلوں کو صدمات الم سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین ؛

راقم الحروف

خاکسار ایم ۔ جے ۔ سٹیفنس شوکت دموری کلرک رائل آرڈر ایجنسی سرگودہ پنجاب

امرتسر ٹمپرنس کا سولھوان سالانہ جلسہ

ڈیر اڈیٹر صاحب تسلیم :۔ اگر آپ برائے نوازش ان چند سطور کو اپنے اخبار نایاب کے کسی گوشہ مین جگہ دیکر تکلیف کو معاف فرمائیگا تو عین نوازش ہوگی ؛

ہمارا سولھوان سالانہ جلسہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کا ۱۲ سے ۱۵ تاریخ اکتوبر ۱۹۱۰ء تک ہوتا رہا۔ ان چارون دنون میں مختلف طریقون اور طرزون میں جلسہ منعقد ہوا دور دور سے لوگ شامل جلسہ ہوئے۔ اچھے لائق اصحاب مثلاً ایم ۔ اے ۔ بی ۔ اے نے اپنے اپنے انگریزی و اردو زبان کے لیکچرون سے عوام کو بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ گانا بجانا ۔ دلچسپ ۔ نظمیں ۔ رسی ٹیشن ۔ اور تقسیم انعامات اور سالانہ ریورٹ سنائی گئی۔ آخری دن یعنے ۱۵ تاریخ کی شب کو لالہ کنھیا لال صاحب کے منڈوے میں ٹمپرنس ڈراما ۔ انقلاب مصنفہ پنڈت

سروپ نرائن صاحب بی۔اے۔ ایمن ہوا۔ ہرایک دن کے جلسہ میں جو صبح یا دوپہر سے شروع کرکے رات کے ۱۰ یا ۱۱ بجے تک ہوتا رہتا تھا ہزاروں اشخاص موجود رہتے تھے۔ پر اِس آخری دن تو منڈوے میں بالکل تِل رکھنے کی جگہ تک نہ تھی ڈراما بہت ہی خوش اسلوبی اور خوبی سے دکھایا گیا۔ جس میں شراب کے نقایص ظاہر کئے گئے۔ اور لوگوں کے دلوں پر ضرور بہت کچھ اثر ہوا۔ ہم بڑی خوشی سے اپنے ناظرین کو اِس بات کی خبر دیتے ہیں کہ امرتسر جیسے شہر میں ٹمپرنس سوسائیٹی کا ہونا ازحد ضروری تھا۔ اور بیشک میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ہندو محمدی بھائی بڑی سرگرمی سے اِس میں حصہ لئے ہوئے ہیں۔ جسکو وہ اپنا خاص ایک الٰہی فرض سمجھکر ادا کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ تعریف کے لایق ہمارے آنریری سکریٹری مسٹر نندلعل صاحب ہیں جو اِس کام میں ایسی دلچسپی رکھتے ہیں کہ رات اور دن ایک کر دیتے ہیں۔ گو اِس بات میں اُنکا کوئی ذاتی فایدہ مدنظر نہیں ہے۔ لیکن واہ۔ خوب۔ محنت اور استقلال اِسی کا نام ہے۔ ہر ہفتے میں دو دن یعنے اتوار اور بدھ کے دن میٹنگ ہال میں جو خاص اِسی غرض کے لئے ہال دروازہ کے باہر لیا ہوا ہے میٹنگز ہوا کرتی ہیں۔ بلاناغہ یہ کام کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ہرایک طرح سے مسٹر نندلعل صاحب کی کوشش قابل تعریف ہے۔ خدا کرے کہ اور زیادہ شوق سے وہ اِس کام کو کرتے جاویں اور ایک دن ہم کو ایسا دیکھنا نصیب ہو کہ نہ صرف امرتسر بلکہ ہرایک شہر کے لوگ ٹمپرنس سوسائیٹی کے معتقد ہو جاویں اور ہر قسم کی مُنشیات سے دست بردار ہوں؛

ایک اور بات اِس باب میں میں بیان کرنا غیر مناسب نہیں خیال کرتا۔ مسٹر نندلعل ہماری کرسچن کمیونٹی سے بہت ہی اُنس رکھتے ہیں۔ اور اُنکا اور نیز اُن کے عزیز و احباب کا خیال اِس سوسائیٹی کی طرف بہت ہی اچھا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے وہ ہماری مدد کرنے سے ہرگز دریغ نہیں کرتے خواہ کسی ہی معاملہ میں کیوں نہ ہو؛

راقم

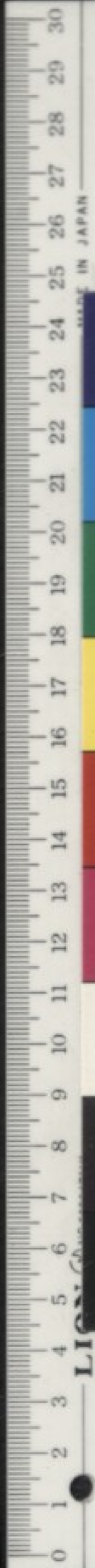
ایم۔ اسٹیفن از امرتسر

غیر مستقل تبدیلی

ہردل عزیز بزرگ پادری ٹامس ہاول صاحب پاسٹر ہولی ٹرنٹی چرچ انارکلی لاہور ۱۸ر نومبر ۱۹۰۸ء کو دکن حیدرآباد تبدیل ہو کر چند ماہ کے لئے جاتے ہیں پادری صاحب موصوف واقعی کلیسیا میں بحیثیت دیسی پادری اعلٰے نمونہ ہیں انمیں کسی قسم کا نقص میری دو سالہ مسیحی زندگی میں پایا نہیں گیا۔ ظاہر باطن کے یکسان ہیں سچی زندگی کی محبت اُنمیں کمال کا ہے بیوپار اور دنیاوی دھندوں سے مبرا ہیں۔ خدا کے کام میں جو کچھ انکو ملتا ہے اپنے بھاری کنبہ کی پرورش اور غریب مسیحیوں کی امداد میں خرچ کرتے دیکھا ہے مجھے امید پڑتی ہے کہ پادری صاحب نے کوئی رقم اپنی اولاد کیلئے شاید ہی جمع کی ہو کوئی غریب مسیحی ان دو سالوں میں انہوں نے میری آنکھوں کے روبرو محروم نہیں جانے دیا ہمیشہ اُس کو تسلی ہی اور نقد امداد سے ہی واپس کیا ہے اور مسافر جہاں ماہ تک بھی ٹھہر گئے ہیں تو انہوں نے کبھی دریغ نہیں کیا بلکہ زیادہ محبت سے پیش آئے ہیں ہر ایک متلاشی جو اُن کے پاس آیا کافی تسلی دی ہے انکی امداد میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا روٹی سے کپڑے سے کام لے دینے سے غرضیکہ ہر حالت کے آدمی کیلئے اُسکی جان بچانے کیلئے تن من دھن سے کام لیا ہے پادری صاحب لاہور جیسے بڑے شہر میں غریبوں کیلئے اعلیٰ رکن رہے ہیں ایسے بڑے شہر میں ایسے آدمی کا ہونا کلیسیا کی بہبودی اور ترقی کا باعث ہے۔ پادری صاحب نے غریب بیماروں کی خود خبر لی ہے جہاں کوئی مسیحی کسی کا خبرگیران نہیں ہوا وہاں پادری صاحب اُس کے نگہبان ہوئے ہیں اگر کسی کو رہائش میں دقت ہوئی ہے تو فوراً اُس کی رہائش کا انتظام کیا ہے خواہ وہ کسی کلیسیا کا ممبر تھا۔ اگر کسی مسیحی کے گھر میں کوئی جھگڑا فساد برپا ہوا ہے تو اُس میں جاکر امن چین پیدا کیا ہے۔ کسی کی دل شکنی کبھی نہیں کی ہرایک کو تسلی دیتے رہے ہیں؛ غیر قوم کے بھکاری کو بھی خالی ہاتھ جانے نہیں دیا۔ مسافر مسیحیوں اور بے خرچوں کے تو جائے پناہ رہے ہیں؛

روحانی کام انکا ہمیشہ دل سے ہوتا دیکھا ہے جب متلاشی نے کبھی کوئی سوال کیا تو اُسے یہہ نہیں کہ تفسیر کر دی بلکہ مسیحی محبت میں محو ہونے کی وجہ سے ایسا پرجوش جواب دیا ہے کہ متلاشی آگے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ انکا ہرایک لفظ مسیحی محبت کے جوش سے پر ہے اُن کی وعظ ہمیشہ کلام کے مطابق اور دل سے ہوتی دیکھی ہے۔ وہ کبھی گرجے میں ظاہرداری کے لئے کھڑے نہ ہوئے بلکہ اِس لئے کہ جلد پنجاب مسیحی ہو جائے اور ہرایک مسیحی خدا کے کلام کا پابند ہووے اور جلال یسوع کو ہمیشہ پرجوش وعظ سے مسیحیوں کو خدا کے کلام سے منور کرتے رہے ہیں؛

پادری صاحب نے چرچ آف انگلینڈ کے بہت سے سٹیشنوں پر خدا کا جلال ظاہر کیا ہے مجھے امید نہیں کہ کسی اور دیسی پادری نے جگہ بہ جگہ کام کیا ہو اور جیسا کہ میں نے سنا ہے انہوں نے جنگل میں تن تنہا رہکر جنگل میں منگل اور غیروں کو اپنا بنا کر مسیح کی جماعت میں شامل کیا ہے اب خدا کو یہہ منظور ہوا کہ لاہور سے دکن حیدرآباد جاکر اُس کا جلال ظاہر کریں پادری صاحب کا قول ہے کہ جب ایک سٹیشن پر جمنے سانپ کا سر کچلا تب ہی ہماری تبدیلی دوسرے سٹیشن



پر ہو گئی چنانچہ پچھلے دنوں انہوں نے دو سانپ کے بچے موجودہ گھر سے مارے اور دکن جانے کی خبر لگتی ہے دعا ہے کہ پادری صاحب جانتے ہی کن دین سانپ یعنی شیطان کا سر کچلیں اور لاہور آجاویں، خدا انکی بدنی طاقت کو تقویت دیوے اور انکو اُن کے بڑھاپے کی تکلیفوں سے محفوظ رکھے اور انکی اولاد کی تعلیم اور آسائش کا حامی اور مددگار ہووے ؛

پادری صاحب ہندوستانی مسیحیوں میں سچ مچ ایک نمونہ ہیں اُن جیسا مسیحی جوش اور محبت خدا کرے ہر ایک مسیحی میں ہونا چاہئے حتی الوسع کسی کو ہلاک نہیں ہونے دیتے ؛ اس شورش کے وقت سرکار انگریزی کے فواید حکومت سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے ہیں سرکار انگریزی کا وفادار بننے کا سبق غیر اقوام تعلیم یافتہ لوگوں کو دیتے رہے ہیں اور پرانی اہتریوں اور خرابیوں کو پیش کرتے رہے ہیں کئی ایک نے اُن کے آگے سرکار انگریزی کی حکومت کے پایدار رہنے کو بہ استدعا تسلیم کیا درحقیقت پادری صاحب اپنے بادشاہ کے پرلے درجہ کے خیرخواہ اور وفادار ہیں ہر ایک مسیحی کو بھی ایسا واجب اور مناسب ہے خدا کرے کہ وہ مہینوں کی میعاد خوشی خوشی گزار پھر اپنی جگہ لاہور مقام صدر میں آکر لوگوں کو منور کریں اور اُس کا جلال ظاہر کریں آمین

راقم

مولچند مسیحی مدرس رنگ محل مشن سکول لاہور

اوم

مہاشہ جی ۔ نمستے

کرپا کر کے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرمائیگا ؛

ضروری التماس

آریہ سماج لاہور دچھووالی کا تیئسواں سالانہ جلسہ حسب معمول ۲۹ و ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء و یکم و دوئم دسمبر ۱۹۰۶ء کو ہوگا اس کے متعلق نارتھ ویسٹرن ریلوے ۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے بڑی مہربانی سے اپنی اپنی لائینوں پر سے جلسے میں شامل ہونیوالے مہاشوں کے لئے نصف کرایہ پر تیسرے اور درمیانہ درجہ میں سفر کرنا منظور کر لیا ہے ۔ بشرطیکہ ایسا سفر ۵۰ میل سے کم نہ ہو اس رعایت کی میعاد نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۲۵ ایم اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر ۲۵ نومبر سے ۱۰ دسمبر تک ہے ۔ اس لئے سکریٹریان آریہ سماج ہا کی سیوا میں نویدن ہے کہ وہ اپنی اپنی سماج کے لئے جتنے سرٹیفکیٹ درکار ہوں اُن کے لئے درخواست ؛ بہت جلدی بنام سکریٹری آریہ سماج ہذا روانہ کریں جو مہاشے کسی وجہ سے (مثلاً سماج سے دور مقام ہونے کی وجہ سے سکریٹریان سماج سے سرٹیفکیٹ براہ راست نہ لے سکیں وہ وا پسی درخواست براہ راست سکریٹری سماج ہذا روانہ کریں ۔ درخواست کے ہمراہ ۱/ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے ؛

ہر ایک سرٹیفکیٹ پر ایک آدمی یا کنبہ کا نام درج ہونا چاہئے

چرنجیو بہار دواج ایف آر ایس

سکریٹری آریہ سماج لاہور دچھووالی

اوم

مہاشہ ور ۔ نمستے ۔

کرپا کر کے مضمون ذیل کو اپنے قیمتی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں ؛

دھرم چرچا

آریہ سماج لاہور دچھووالی کے تیسویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء بروز سوموار بوقت شام دھرم پرچار کے لئے ایک خاص جلسہ کیا جاویگا ۔ جسمیں سناتن دھرمی ۔ مسلمان ۔ عیسائی ۔ سکھ ۔ دیو سماجی براہمہ سماجی ۔ اور ویدک دھرم اوسمیں ہر مذہب کے وودان مہاشہ مفصلہ ذیل مضمون پر اپنے اپنے مذہبی عقیدہ کے بموجب مہذبانہ طور پر تقریر فرماوینگے ۔ امید ہے کہ مندرجہ بالا مذاہب کے عالم لوگ اس نادر موقعہ پر عوام الناس کو فائدہ پہنچانے سے دریغ نہیں فرماوینگے اس لئے جو جو بھائی دھرم چرچا میں حصہ لینا چاہیں وہ کرپا کر کے ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء تک اپنے ارادہ سے سکریٹری آریہ سماج کو اطلاع بخشیں ۔ تاکہ مناسب انتظام کیا جاوے

مضمون

کوئی پستک (کتاب) ایشور وکت (الہامی) ہو سکتی ہے ؛ اگر ہو سکتی ہے تو کونسی ؛

چرنجیو بہار دواج ۔ ایف ۔ آر ۔ ایس ۔

سکریٹری آریہ سماج دچھووالی ۔ لاہور ؛

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم ۔ عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ یہ چند سطور اپنے اخبار گوہر بار میں اندراج کر کے بندہ کو اپنا ممنون فرمایئے ۔

ہمارے بزرگ پادری برمن ہرلی صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر بذریعہ اخبار انڈین کرسچن مسنجر موصول ہوئی صاحب مرحوم نے سی ایم ایس کے متعلق میرٹھ میں بہت عرصہ تک کام کیا تھا اور ۱۹۰۵ء مارچ مہینے میں ملک جرمنی کو واپس چلے گئے تھے ۔ ہم لوگوں کا ارادہ ہے کہ انکی یادگار کا ایک پتھر میرٹھ مشن چرچ میں نصب کریں ۔ اُن کے زمانہ کے بہت سے بھائی ہر چہار طرف ہندوستان اور پنجاب و راجپوتانہ میں ملازمت کرتے ہیں ۔ اُن بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اس وقت اس بات کے پورا کرنے

کے لئے بیڑا اٹھاویں۔ اگر ہر ایک بھائی صرف ایک ایک روپیہ بھی چندہ دیگا تو ستر اسی روپیہ ہو جاوینگے۔ اے بھائیو کیا اپنے محسن کے لئے اتنا بھی نہ کروگے۔ چندہ میرے پاس آنا چاہئے۔

راقم جوزف گڈنس ہیڈ ماسٹر مشن سکول۔
غازی آباد۔

روحانی گواہ

نمبر ۔ ۲

اس امر کا بیان کرنے میں۔ میں اپنے واقعات کو تین حصوں میں تقسیم کرونگا۔

الف۔ کنونشن سنہ ۱۹۰۶ء سے پہلے کے واقعات

ب۔ کنونشن سنہ ۱۹۰۶ء میں آنا اور یہاں کے واقعات۔

پ۔ کنونشن سنہ ۱۹۰۶ء سے پیچھے اس وقت تک کے واقعات۔

کنونشن سنہ ۱۹۰۶ء سے پہلے کی حالت۔

(۱) میں کوئی ۲۲ سال سے مسیحی ہوں۔ میری روحانی حالت یہہ تھی کہ میں خدا کے کلام (بائیبل) کو تو رکھتا تھا۔ پر پڑھتا نہ تھا۔ صرف اتوار کی بندگی میں کلام کو پڑھتا یا کہ ہماری روزانہ پانچ۔ دس منٹ والی بندگی میں سن لیتا تھا۔ روحانی خوراک کافی نہ تھی۔

پچھلے سال کے شروع میں جب بشپ صاحب یہاں تشریف لائے تو مینے دیکھا کہ وہ ہر روز صبح اور شام کی نماز دورہ میں بھی برابر کرتے ہیں اس سے میرے دل پر تاثیر ہوئی اور مینے اُن کے نیک نمونہ کو اختیار کیا۔

(۲) دعا مانگنا میں گویا جانتا بھی نہ تھا۔ صرف معمولی کتابی دعائیں پڑھتا تھا۔ زبانی دعا مانگنے کی عادت ہی نہ تھی۔ اگر کوئی ۵ منٹ کے لئے زبانی دعا مانگنے کو کہتا تو مشکل تھا۔

(۳) میری زندگی کا عام اصول یہہ تھا کہ اپنی مرضی کوئی نہیں ہے۔ جو دنیاوی افسر کی جو مرضی ہے وہی میری مرضی ہے۔

اس طرح کی زندگی بسر کر کے ہمیشہ اپنے افسرون کی مرضی پر چلکے انکو خوش رکھا۔ اور ان کے درمیان اور میرے درمیان ٹھیک چلتا رہا۔

(۴) خدا کے ساتھ میرا ذاتی واسطہ کچھ نہ تھا۔ گویا خدا مجھ سے بہت دور تھا۔

جس طرح اسوقت میں ضلع سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے علاقہ میں ہوں پر نہ میں انکو جانتا ہوں نہ وہ مجھ کو۔ آپسمیں کوئی تعلق نہیں ہے۔

حالات کنونشن سنہ ۱۹۰۶ء۔

ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں جھنگ بار کے کارندون کی پڑھائی کے واسطے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پادری احسان اللہ صاحب نے ایک جماعت کھولی ہوئی تھی میں بھی وہاں انکی مدد کرتا تھا۔

لائیل پور سے بھائی بھگتو مل نے پادری صاحب کے پاس سیالکوٹ کنونشن کا ایک اشتہار بھیجا۔ مجھے بھی خبر ہوئی۔ مینے پادری صاحب سے ذکر کیا کہ بہتر ہو کہ میں بھی سیالکوٹ سے ہو آؤن۔

اس سے پہلے میں کبھی دینی جلسون میں نہیں گیا ایک دفعہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں ہاتھرس گیا تھا۔ پادری صاحب نے کہا کہ پادری ہولڈن صاحب سے کہو اگر وہ منظور کریں تو جتنے دن وہاں لگ جاویں سالانہ رخصت سے کاٹ دینا۔

مینے پادری ہولڈن صاحب سے ذکر کیا کہ سیالکوٹ میں جلسہ ہے اگر آپ رخصت دیں تو میں وہاں سے ہو آؤن۔ صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ پادری احسان اللہ صاحب دہرہ دون کو جاتے ہیں میں بھی ڈلہوزی کو جاتا ہوں۔ اتنا بڑا علاقہ خالی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ میں یہہ سنکے خوش ہوا۔ کیونکہ اول تو دس پندرہ روپیہ جو خرچ ہون گے وہ بچ جاوینگے۔ اور دوئم مفت میں فرمانبرداری میں نام ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد صاحب نے کہا کہ اچھا ہوا آؤ۔ میرے ۲۴۔ اگست کی رات کو پہاڑ پر جانا ہے۔ اور کنونشن ۱۹ تک ہے۔ ۵ روز کی بات ہے۔ میں نے یہہ سنتے ہی اسی وقت پادری شرف صاحب کو گورداسپور میں لکھدیا تاکہ پھر رائے نہ بدل جاوے۔

میں ۹ اگست کی شام کو گوجرہ سے سیالکوٹ کی طرف چلا۔ میں فقط اکیلا ہی تھا۔ (اس دفعہ خدا کا شکر ہو کہ میرے ساتھ ۱۱۰ آچکے ہیں اور کل ۱۸۵ شخصون کے آنے کی امید ہے۔)

جب میں لائیل پور پہنچا تو مینے دیکھا کہ وہاں کے مسیحی بھائی سیالکوٹ کو جا رہے ہیں۔

اسی طرح سانگلہ سے کئی بھائی اسوار ہوئے۔

جب میں وزیر آباد پہنچا تو اپنے پرانے مہربان دوست مسٹر محمد حسین صاحب سے ملا۔ وہ ٹانک سے آئے تھے۔ اور سیالکوٹ کو جا رہے تھے۔

وزیر آباد میں مجھے معلوم ہوا کہ پہلی ٹرین میں کوئی پانچ سو مسیحی سیالکوٹ کو گئے ہیں۔

جس گاڑی میں میں تھا اُس میں بہت سے مسیحی جوان جب کسی سٹیشن پر گاڑی ٹھہر جاوے تو گیت گاتے تھے۔ اکثر ہندو اور مسلمان تو ٹھٹھے سے جلسہ کا ذکر کرتے تھے پر میرا دل خوش تھا۔

جب ہم سیالکوٹ سٹیشن پر پہنچے۔ مسٹر جوزف تہماز کو دیکھا جنہوں نے ایک فیتہ پہنا ہوا تھا۔ اُسپر انگریزی حروف میں لفظ کنونشن لکھا ہوا تھا۔ انہون نے مجھے





کہا کہ اسباب چھوڑ جاؤ پہنچ جاوے گا - اور خود چلے جائیے جب میں کنونشن میں پہنچا - پہلی میٹنگ خاتمہ پر تھی پادری ہائیڈ صاحب بول رہے تھے مجھے تو کچھ لطف نہ آیا - سو میں اٹھکر چلا گیا -

شام کے ۵ بجے پھر میٹنگ تھی میں وہان گیا - خدا کی حمد کے گیت گائے جاتے تھے پھر تو مجھے مزہ آنے لگا ؛

دس روز تک کنونشن رہی مین نے تو ایک میٹنگ بھی نہ چھوڑی - نہ شہر گیا اور نہ کسی اور جگہ ؛

ایک رات ساری رات میٹنگ رہی صبح کو میرے پاس کلارک صاحب آئے انہوں نے پوچھا کہ رات میٹنگ میں گئے تھے میں نے کہا کہ ہان - پوچھنے لگے کہ کلارک آباد والے بھی کوئی تھے میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں - کہنے لگے کہ . . . . کی بابت میں چاہتا ہون - کہ وہ ٹوٹ جاویں - میں اپنے دل میں ہنسا کہ جب میں خود ہی نہیں ٹوٹا تو دوسرے کا کیا - میں نے کہا کہ میری روحانی حالت بڑی خراب ہے - جب خدا کا کلام پڑھتا ہون نہ ہی سمجھ آتی ہے نہ ہی دل لگتا ہے - آپ میرے لیئے دعا کریں کہ مجھے برکت ملجاوے ؛

صاحب نے کہا برکت نہ لیکے جانا - برکت نہ لیکے جانا ؛

میں حیران ہوا کہ یہہ کیا کہتے ہیں میں کہتا ہون برکت ملے پر یہہ کہتے ہیں برکت نہ لے کے جانا ؛

صاحب نے کہا کہ برکت والے کو ساتھ لیکے جانا تاکہ آپ کی برکت ختم نہ ہووے ؛

۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء (باقی آئندہ)

الراقم

وارث الدین گوجرہ ضلع لائیل پور

فضل کی یاد مین

کسی کا یہہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ دنیا میں خوشی وغم توام ہیں - اکتوبر ۱۹۰۷ء کا مہینہ اِس مقولہ کی زندہ داستان ہماری اپنی زندگی میں ثابت ہوا - اِسی ماہ کی ۵ - ۶ و ۷ تاریخون کو ایک اپنے پنجابی عزیز پادری گنڈا مل صاحب سے جہانسی میں ملاقات ہوئی اِس ماہ کی ۷ تاریخ کو سردار دیال سنگھ صاحب سے کانپور میں ملاقات ہوئی اِن لوگون سے ملکر جو خوشی ہوئی اُس کا بیان کرنا میرے امکان میں نہیں کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے

اِن لوگوں سے بار بار بالتکرار یاران پنجاب کا حال پوچھا دل میں گدگدی اور شوق چرایا کہ اگر پر ہوں تو اڑکر پہنچیں ؛

۱۰ تاریخ کو تقدس مآب بشپ صاحب لاہور سے ایک مسیحی جلدگر کے معاملہ میں گفتگو کر رہا تھا کہ اُس شخص کو لاہور کی بک ڈپو میں کام ملے اور بشپ صاحب کہہ رہے تھے کہ کل کام چھپائی و جلد بندی وغیرہ کا ٹھیکہ ہو چکا ہے - میں کہہ رہا تھا کہ نہیں ٹھیکہ داروں پر دباؤ ڈالا جائے کہ ایک مسیحی کو بھی کام میں لگا لیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ ٹھیکہ میں ایسا نہیں ٹھہرا ہے - میں نے کہا کہ فضل سے کہکر کوئی انتظام کرایا جائے بشپ صاحب نے فرمایا کہ تم خود فضل کو لکھو - میں نے کہا کہ فضل تو بالکل فنیا ہوگیا ہے وہ مسیحی اور غیر مسیحی میں تمیز نہیں کرتا جو اُسکو سستا کام بناکر دیتا ہے وہ اُس کو دیگا - میرے لکھنے کا اثر اُسپر کوئی نہوگا - بشپ صاحب نے فرمایا فضل اپنے اصول کا بڑا پابند ہے اگر تمہارے لکھنے سے اُسپر اثر نہوگا تو میرا کہنا بھی کچھ مفید نہوگا کیونکہ وہ سوسایٹی کی منفعت کو مدنظر رکھکر کام کرتا ہے

لہٰذا کوئی اُسپر دباؤ نہیں ڈال سکتا - آج ہو تاریخ کو ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء کا نور افشان وصول ہوا - اُس کا اول ورق کھولتے ہی "افسوس ناک موت کی سرخی نظر پڑی اور معلوم ہوا کہ ہمارا پیارا دوست فضل ۲۲ کو اِس سرائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھارا - اگرچہ ایک عرصہ سے ہمکو علم تھا کہ انکی تندرستی مخدوش ہے - آنکھون کی شکایت کے علاوہ دیگر عوارض بھی لاحق تھے مگر ہم اِس قدر جلد اُن کے انتقال کی خبر سننے کو تیار نہ تھے ؛

فضل کی زندگی کا حال لکھنا اُن احباب کا کام ہے جو برابر نزدیک رہے اور انکی عادات اور خصلت سے کما حقہ واقف تھے ہمنے پہلی مرتبہ فضل کو بٹالہ میں ۱۸۹۲ء میں اڈیٹوریل سکریٹری کی حیثیت سے دیکھا اور آخری مرتبہ کانپور میں ۱۹۰۷ء کے شروع میں ملاقات ہوئی اور ۱۵ برس کے عرصہ میں بہت مرتبہ ملاقات ہوئی ہمنے اُنکی مہمان نوازی کا فخر حاصل کیا اکثر دو دو چار یوم اُنکے ہاں ٹھہرے سینکڑون خطوں کا مبادلہ ہوا اکثر امور میں زبانی اور بذریعہ ڈاک مشورہ ہوا اکثر لوگ بعض باتون کے لئے اُن سے شاکی تھے یہہ شکایات اُن پر اِس غرض سے پہنچائیں کہ اُن کے عذرات انہیں سنیں جنکا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے - غرض ہمنے انکو جواب دینے میں مستقید و مشورہ دینے میں سنجیدہ اپنے اصول کا پابند - وضعداری کا نباہنے والا اور شرافت کے جوہر سے ملتبس پایا ؛

مزاج میں ذرا جوش ضرور تھا مگر وہ جلد رفع ہوجایا کرتا ہے - جب میں انگلینڈ سے واپس آیا اور لاہور میں دو چار دن قیام ہوا تو ہمارے واجب احترام بزرگ لالہ چندو لعل صاحب نے بعض چیدہ مسیحی نوجوانون کی دعوت اپنے گھر میں کی ہیں فضل کا مہمان تھا ہم دونوں میں علاوہ دوستی کے رسولی کلیسیا کے

تعلق ہی اتفاق تھا۔ وہاں گفتگو کچھ ایسے پیرایہ میں شروع ہوئی جس نے بعض جوشیلے دلوں میں ضرورت سے زیادہ تحریک کی فضل فوری جوش کو روک نہ سکے اور وہ کچھ ایسا کہہ بیٹھے جو نہ کہنا مناسب تھا۔ مگر یہہ اُن کے صاف باطن ہونیکی اعلیٰ دلیل ہے وہ اپنی زبان کو اپنے دل کے ہمداستان بنایا چاہتے تھے انہوں نے بتلا دیا کہ جس بات کو ہم دل سے مانتے ہیں اس کے اظہار کرنے میں ہم اپنے دوستوں کی ناراضی کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔ مابعد جب ہم اس دعوت سے گھر کو واپس جارہے تھے تو فضل نے خود ہی اقرار کیا کہ شاید میں حداعتدال سے باہر ہوگیا تھا مگر کیا کروں مجھ سے چپ نہیں رہا جاتا۔ اُن کی ایسی ایسی باتوں کو دیکھکر اکثر لوگ انکو رومن کیتھولک کا بھائی کہدیا کرتے تھے اور یہہ ہنس کر ٹالدیتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رومن کیتھلک لوگوں اور اُن کے آباسے انکی گہری ملاقاتیں رہتی تھیں اور اُن سے بھی اپنے اختلاف برملا ظاہر کر دیتے تھے؛

اردو لٹریچر خصوصاً مسیحی اردو لٹریچر کیلئے تو انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اور میں اُسکو مسیحی اُردو خوان لوگوں کے حق میں بڑی بدقسمتی خیال کرتا رہا کہ وہ بجائے ایڈیٹوریل سکریٹری کے بک ڈپو میں اسسٹنٹ سکریٹری ہوگئے کیونکہ جس زمانہ میں بک ڈپو میں نہیں آئے تھے انہوں نے مسیحی اردو لٹریچر میں بہت کچھ اضافہ کیا تھا اُس کے بعد انکو سوا دوکانداری کے کم موقع ملا کہ خود کچھ کرتے ہاں دیگر لوگوں کو تحریک کرتے رہے؛

وہ رومن اردو کے بڑے مخالف رہے اور اس امر میں وہ حق بجانب تھے راقم اس طور سے اکثر اس امر میں تحریریں اور تقریریں گفتگو رہی وہ کہتے تھے کہ میں رومن حروف کا مخالف نہیں ہوں مگر اس بات کا کہ تمام ایشیائی لٹریچر اس میں منتقل نہیں ہوسکتا۔ اور جب یہہ نہیں ہوسکتا تو ظاہر ہے کہ صرف چند ضروری کتابیں اسمیں شائع ہوسکتی ہیں اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس وقت تک مسیحی کلیسا ھند میں جو غیر اقوام پر زیادہ اثر نہیں ڈال سکتی اس کی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ مسیحی اپنے ملک کے علم ادب سے واقف نہیں۔ غیر اقوام انکو عموماً چھوٹے صاحب خیال کرتے ہیں۔ مشنری بھی یہاں کے علم ادب سے خال خال ہی واقف ہیں اور جو ہیں انکی توقیر غیر اقوام میں بھی ہے دیکھو ڈاکٹر وایٹ برخیٹ صاحب کا مضمون زبان اردو پر مخزن میں شائع ہوا اور انتخاب مخزن کے مضامین میں بھی وہ منتخب ہوا؛

اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو لاہور کے ادبی رسالہ مخزن کی ابتدائی جلدوں میں بھی فضل کی نثر و نظم سے کوئی مضمون نکلا تھا شاید شیکسپیر پر؛

کتابوں کے جمع کرنے کا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے کہا کہ کچھ اولاد کے لئے بھی چھوڑو گے یا کل جمع جتھا کتابوں ہی میں خرچ کردوگے تو بولے مصلحت تو یہی ہے۔ کہ سب کتابوں میں خرچ کردوں جو رہ بچوں کے لئے فیملی پنشن فنڈ میں کچھ ذریعہ کردیا ہے۔ بی بی نیک بخت اور تعلیم یافتہ ہے خود بھی کچھ کریگی کتاب ایسی دولت ہے کہ اگر بچے قابل نکلے تو عمر بھر کو فارغ البال ہیں اور اگر نالائق نکلے تو کتابیں برتن اور زیور نہیں کہ آسانی سے گرو یا رھن رکھ دیں اور کچھ اڑائیں جیسے کہا سوچئے تو خوب ورکی ہو۔ میرے خیال میں انکا کتب خانہ نہایت قیمتی ہے اور اس میں جو کتب زاید مطلق نہیں بلکہ کام کی کتابیں ہیں یورپ کے ممالک اور مصر اور بہت سے کتب خانوں سے عمدہ عمدہ اور کارآمد کتابیں جمع کی ہیں؛

کوئی کتاب جرمن میں تھی اُس کو پڑھنے کو انکا جی چاہا اگر یاد غلطی نہیں کرتی تو انہوں نے خود مجھ سے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر وایٹ برخیٹ صاحب سے انہوں نے محض کتاب کی خاطر زبان جرمن تحصیل کی؛

اردو میں ناپاک اور فحش آمیز لٹریچر شائع ہوتے دیکھ کر انکا دل کڑھا کرتا تھا اور عرصہ سے خواہش تھی کہ مسیحیوں کی طرف سے اہل ھند کے لئے اُس کا مقابلہ ہو اور عمدہ غذایت بخش علم ادب کو فروغ ہو۔ ۱۹۱۰ء میں انہے ڈاکٹر وایٹ برخیٹ صاحب کو اپنے پرچہ الحق کی بابت لکھا کہ پنجاب ٹریکٹ سوسائٹی اُسکی کچھ امداد کرے اس مسئلہ نے نہایت طول کھینچا اور ڈاکٹر صاحب نے فضل کے مشورہ سے مجھ کو لکھا کہ تم آکر کے لاہور ان اسباب کا تصفیہ کرو لکن شرائط پر تم الحق کو ہمارے پرچہ کے ساتھ ملحق کروگے میں اکتوبر ۱۹۱۰ء کو اس غرض سے لاہور گیا اور سوسائٹی کی کمیٹی کے سامنے اس رسالہ کے متعلق بحث ہوئی پادری دگرم صاحب اور پادری علی بخش بھی اُس کمیٹی میں ممبر تھے یہہ طے پایا کہ رسالہ جاری ہو اور یکم جنوری ۱۹۱۱ء سے اُسکو شائع کیا جائے۔ یہہ بھی طے پایا کہ مذہبی حصہ جو زیادہ تر مباحثہ کی قسم کا ہو اُس کا ذمہ وار میں نہوں۔ اس کمیٹی کے بعد پادری وایٹ برخیٹ صاحب کے بنگلہ پر ایک شب کو ہم تینوں نے اس مسئلہ پر گفتگو کی فضل کا خیال کچھ ایسا ظاہر ہوا جس کا مجھکو اس کے قبل گمان بھی نہ تھا کہ وہ رسالہ کو اس روشنی پر چلایا چاہتے ہیں اور مجھکو معلوم ہوگیا کہ میری مخالفت اُس روش کے متعلق کارگر نہوگی لہذا میں وعدہ کر کے چلا آیا کہ آپ ایک سہ ماہی تک رسالہ شائع کریں میں فی الحال الحق کو بند کئے دیتا ہوں اگر مجھکو آپکا راستہ پسند آیا تو میں آپ کے ساتھ ہوں اور اگر پسند نہ آیا تو سال آیندہ سے پھر الحق جاری ہوگا۔

ترقی بڑے شاندار پروگرام کے ساتھ جنوری ۱۹۱۲ء سے شائع ہوا۔ عمدہ عمدہ مضامین کا ترجمہ ہوا۔ عمدہ عمدہ رسالے منتخب ہوئے کہ ترجمہ کئے جائیں اور اس میں خوب کامیابی ہوئی کیونکہ یہہ پرچہ دوکانداری کا پہلو لئے ہوئے رہا غیر مسیحی اخبارات نے اُس کی خوب شہرت کی عموماً غیر

مسیحی اس کے خریدار بھی ہوئے۔ اُس کے لئے ہم فضل کے نہایت شکرگذار ہیں کہ انہوں نے غیر اقوام پر ثابت کر دیا کہ ہندوستان کے مسیحی اردو لٹریچر کو اگر پیدا کیا چاہیں تو غیر مسیحی انشا پردازوں سے بدرجہا بہتر علم ادب پیدا کرسکتے ہیں اور ان کے علم ادب کو بہ نسبت ہندو مسلمانوں کے مصنفانہ طبعیتیں زیادہ پسند کرینگی اور وہ زیادہ کارآمد و مفید ہوگا مذہبی حصہ ترقی کا برائے ہیبت تھا اُس میں صرف بیٹروں کی پالی کے جوڑ پر کہتے رہے اس پر لوگ خوش ہوئے بالاخر تجلی بڑی شان کے ساتھ تاباں ہوا اور اب مستقل علم الہی کے رسالے اس میں شائع ہوئے اور فضل کے انتخاب پر ہم صاد کرتے ہیں کہ انہوں نے زمانے کا رخ دیکھکر ترجمے کے لئے کتابوں کا انتخاب کیا۔ اگرچہ بعض مضامین اس میں پامال تھے اور انکو چراغ دکھانا محض کاغذ سیاہ کرنا تھا مگر اپنی جگہ وہ بھی قرینے سے سجائے جاتے تھے اور مصلحت وقت دیکھکر انکا اندراج نازیبا نہ تھا۔

ان گذشتہ ۹ سالوں میں ترقی اور تجلی کے ذریعہ ہندوستان کی وہ خدمت فضل نے کی جو قوم قوم پکارنے والے بیس برس میں نہ کرسکے ترقی اور تجلی کے ذریعہ ایک کثیر التعداد اردو دان پبلک کے خیالات نے پلٹا کھایا اور بعض اس کوشش میں لگ گئے کہ وہی راگ اپنی بانسلی سے بجائیں جس کے سُر فضل نے ترقی میں بجا کر بتلائی تھی۔

بعض ایسی عمدہ کتابوں کو ترجمہ اور تالیف کرایا کہ غیر مسیحی اخبارات نے کھلے دل سے ریویو کیا اور اپنے ناظرین کو اُن کتابوں کی طرف تحریک کی کہ وہ انکا مطالعہ کریں منجملہ اُن کتابوں کے ایک معجزات مسیح اور اُس کا مقدمہ ہے۔

ہمکو تجلی کے بعض مضامین سے ہمیشہ اختلاف رہا ایک مرتبہ ہنسے ہنسی میں فضل کو لکھدیا کہ اگر اس قسم کا مضمون پھر شائع ہوا تو یہہ کوشش کیجائیگی کہ یا تو تجلی بند کر دیا جائے یا اور کسی ہاتھ میں اس کی عنان حکومت دیجائی انکا جواب آپ نے یہہ لکھا کہ اگر تجلی بند کرا دوگے تو تاریکی پھیل جائیگی۔ کوئی اور ہاتھ اس بچے کی نازبرداری نکر سکینگے۔ بعض اوقات ہم انکو نفرت سے نقل کر کے روانہ کرتے تھے جو تجلی میں شائع ہوتے تھے اور ہم اُن کو بتلا دیتے تھے کہ ان سے مصنف کا اصل مقصد کیا ہے۔ ایک خط میں ایسی شکایات کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ غیر مسیحی ایسے اشارے کنایوں کو خیال میں نہیں لاتے وہاں تک اُن کے فہم کو رسائی نہیں ہے۔ رہے عیسائی سو وہ زبان اردو کو جانتے ہیں جو اس قدر گہری بات کو زبان اُردو میں گرفت کرسکیں اور جو لوگ اس قدر فہم رکھتے ہیں کہ مصنف کے رمزآمیز فقروں کو سمجھیں اُن کے لئے ایسے الفاظ لطیفہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ پھر ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ جب خدا نے بلعام اور اسکی گدھی کو اپنے جلال ظاہر کرنیکا وسیلہ اور بنی اسرائیل کی برکت کا باعث ٹھہرایا تھا تو کیا حرج ہے اگر کسی شخص کی قلم سے ہمارے مخالفوں کے منہ بند ہوں جبتک کوئی شخص ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے جب ہم سے اُلجھیگا وہ ہمارا مخالف ضرور ہے۔ اور ہم سُن گے وہ اکثر اپنے محمدی اعزا و احباب کے لئے فکرمند رہتے تھے اور دلی تمنا تھی کہ وہ بھی نجات کے وارث ہوں۔ ایک مرتبہ میں اُن کا مہمان تھا اُس وقت انکی بڑی بیٹی جو محمدی بی بی سے تھی گھر میں تھی اور مجھ سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ میں اسکو خدا کی بادشاہت کی طرف رجوع کرسکوں مگر پھر ایک خط میں لکھا کہ اس کی شادی اُن کے محمدی رشتہ داروں نے کہیں کر دی کیونکہ وہ انہیں لوگوں میں اپنی ماں کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اُس کا اُن کو سخت افسوس ہوا مگر کر ہی کیا سکتے تھے مجبوری تھا۔

صوفی خیالات کے لوگوں کے ساتھ انکو بڑی محبت تھی اور اُن کا خیال تھا کہ یہہ لوگ مسیح کی الوہیت کی طرف بہ نسبت اور لوگوں کے جلد راغب ہوسکتے ہیں اور میرا خیال بھی یہی ہے کہ ایسے لوگوں میں مظہر اللہ کی طرف طبعی میلان موجود ہے۔

فضل پر اکثر احباب کچھ کچھ اعتراض بھی کرتے رہے جو جو مجھ تک پہنچے میں نے اُن سے انکی بابت دریافت کیا اور اُن کے جواب دینے پر مجھکو اس قدر معلوم ہوگیا کہ یہہ شخص جو کچھ کرتا ہے وہ نیک نیتی سے کرتا ہے لوگ اس کے معنی غلط لگاتے ہیں اور منجملہ اور اعتراض کے چند یہہ ہیں۔

(۱) لوگ شاکی رہتے کہ فضل مسیحیوں کے پریس سے کام نکالکر غیر مسیحی پریسوں میں دیتے ہیں۔ انکا جواب یہہ تھا کہ دونوں مطبع کے مالک نفع کماتے ہیں اگر کوئی مسیحی مطبع اچھا کام اتنے ہی میں چھاپ دے جو غیر مسیحی چھاپتے ہیں اور وقت کی پابندی کریں تو کیا حرج ہے مگر تجربہ نے اُن کو اُس کے خلاف ثابت کر دیا خرچ زیادہ ہفتوں کے بجائے مہینوں کی دیر پھر کام چلے تو کیونکر چلے۔ مگر میں ہمیشہ اس مسئلہ میں انکا مخالف رہا کیونکہ میرا خیال ہے کہ اگر کام بنانے والے مسیحی ہوں تو بہتر بجائے اس کے کہ کام خراب کرنے والے سستے داموں میں ملیں۔ میں اس کے بھی مخالف ہوں کہ مشن کے مدرسوں میں ایک بھی غیر مسیحی استاد ہو۔ گو مسیحی استاد زیادہ تنخواہ مانگینگے کیونکہ انکی ضرورتیں زیادہ ہیں پھر بھی یہہ بہتر ہے نہ یہہ کہ ہم سستے استاد رکھکر تین چوتھائی اخلاقی عمارت کو نامکمل چھوڑ دیں۔

(۲) ایک اور شکایت لوگوں کو تھی کہ فضل نے سوسائٹی کی خرچ میں بچت دکھانے کو انڈسٹریل سکریٹری کے عہدے کو موقوف کرا دیا۔ مگر اس میں لوگوں کی غلطی ہے جو فضل

پر اس کا الزام لگاتے ہیں پنجاب میں سلف سپورٹ کا گیت اُن روزوں بڑی زور سے گایا جاتا تھا پس اس عہدہ کا تخفیف کرنا گویا سلف سپورٹ کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھنا تھا۔ مسیحی اہل قلم اس طرح علمی امداد کریں ترجمے کریں تصنیف کریں۔ تالیف کریں۔ سوسائٹی پر صرف اشاعت کا بوجھ رہے جو رفتہ رفتہ ہلکا کیا جاوے ٭

(۳) ایک اعتراض یہہ تھا کہ فضل اکثر مسلمان نوجوانوں کی بابت جو پادری صاحبان کے پاس آتے ہیں اچھی رائے نہیں دیتے۔ کیونکہ اکثر پادری صاحبان اُن سے مشورہ کیا کرتے تھے مجھکو یہہ اعتراض کچھ وزندار معلوم ہوا مینے اُن سے پوچھا انہوں نے کہا بھائی اصل بات یوں ہے کہ اکثر لوگوں کی بابت جب مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے جو کچھ اسکی بابت مجھ کو معلوم ہوتا ہے میں صاف صاف کہدیا کرتا ہوں اور تبلایا کہ حال ہی میں ایک شریف خاندان کا لڑکا کالج کا تعلیم یافتہ مسیحی ہونے چاہتا تھا اور اب تو ہو بھی گیا مگر مینے اُس میں صرف اس قدر فرق دیکھا کہ فیشن ایبل پوشاک پہنکر صرف انگریزی گرجے میں گاہے گاہے جاتا ہے اور امریکہ جانے کی تیاری کر رہا ہے وہاں میکنگ کی تعلیم حاصل کریگا اور آٹھ دس برس بعد واپس آکر اپنے کو امریکن تبلائیگا۔ اسکی بابت مجھ سے پوچھا گیا تھا مینے کہدیا کہ مذہبی خیالات تو اُس کے چھوٹ نہیں گئے صرف فیشن بدلنا چاہتا ہے۔ مسیحی ہونے سے اُس کا نام انگریزی ہو جائیگا پھر رفتہ رفتہ وہ انڈین کہلانے سے شرمائیگا پھر ایک فورمن کالج کے گریجایٹ کا نام لیا کہ وہ شخص سچ مچ مسیح کو پہچان کر ایمان لایا اور بڑے کام کا آدمی نکلیگا بشرطیکہ مسیحی صحبت ملی ٭

عام طور پر فضل پر اعتراض ہوتا رہا ہے کہ وہ زود رنج اور غصہ ور شخص ہے مگر یہہ بالکل لغو ہے صرف بات یہ تھی کہ وہ ریا اور مکر سے نفرت کرتے تھے جو کچھ وہ درست سمجھتے تھے اُسکو بلا خوف دہراس منہہ در منہہ کہدیا کرتے تھے اس میں خواہ ہندوستانی ہو یا انگریز۔ اور جب انکو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص محض اُنکی نرمی سے فایدہ اُٹھانا چاہتا ہے تو جھڑک دیا کرتے تھے اس میں خواہ کوئی کیوں نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ میں لاہور میں چند گھنٹے کے لئے مقیم تھا معلوم ہوا کہ فضل بیمار ہیں میں اُن سے ملنے گیا اُس وقت اُن کے پاس بٹالہ کے بابو سنگھا اور ڈاکٹر عطار دجوان دنوں لاہور ہی میں تعینات تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ فضل پلنگ پر لیٹے تھے اتنے میں کسی نے ایک اخبار سے کچھ پڑھا جس میں مسیحی مذہب کے متعلق کسی محمدی نے ہتک آمیز کلمات تحریر کئے تھے فضل سنکر پلنگ سے تڑپ کر اُٹھ بیٹھے اور بولے حرامخور کو کیا خبر ہے کہ اس کا باپ سرسید کیا لکھ چکا ہے اور جلدی سے الماری سے تہذیب الاخلاق کی ایک جلد نکالکر ورق گردانی کرنے لگے۔ اُس وقت انکا منہہ غصہ سے لال ہو گیا تھا بابو سنگھا نے کتاب اُن کے ہاتھ سے لیلی اور کہا کہ اس وقت اُس مقام کو مت تلاش کرو تکلیف زیادہ ہوگی تمہارا منہہ غصہ سے سرخ ہو گیا ہے۔ بس اس قسم کی باتوں کو دیکھ کر اکثر غلط رائے قایم کر لیا کرتے تھے ٭

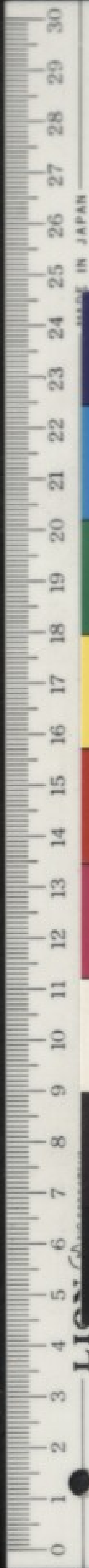
وہ بڑے مہمان نواز تھے میزبانی کا حق خوب ادا کیا کرتے تھے ٭ اور یاران بے تکلف سے کوئی راز پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ اپنے کام میں جفاکشی و تن دہی سے مصروف رہا کرتے تھے۔ امید ہے کہ کوئی صاحب ہمکو اُن کے پورے حالات سنائینگے۔ مینے صرف چند بے ربط باتوں کا ذکر کر دیا کہ اُن کے سوانح نویس کو کچھ امداد ہو خدا اُن کے پسماندوں کو صبر ایوب عطا کرے ٭ راقم فضل کے خاندان کا دلی ہمدرد

احمد شاہ از ہمیرپور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مسیح کیواسطے گواہی دینا

ناظرین با تمکین! یہہ ایک ایسا مضمون ہے جو کہ ہر ایک مسیحی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ ہر ایک ناظرین نور افشاں غور و فکر کے ساتھ اس کو پڑھیں اور اپنی زندگیوں کو اپنے سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ ہماری زندگی کہاں تک ہلاک کے لئے فایدہ مند ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہر ایک جو اس کو پڑھیگا وہ ضرور مستفیض ہوگا۔ اس مضمون میں چار خاص باتیں ہیں جن کا بیان جداگانہ کیا گیا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے ٭

اول گواہی دینے کا فرض ٭ ہر ایک مسیحی ایک گواہ ہے اور روح القدس وکیل ہے گواہ کو یہہ تبلانے کی ضرورت نہیں کہ وہ کیا خیال کرتا ہے بلکہ جو کچھ اُس نے اپنے ذاتی تجربے سے دیکھا اور سنا ہے وہی بیان کریگا۔ اُس کی گواہی کی قدر اسی کی زبان کی چتی پر نہیں ہے اور نہ ہی اُس کی شیرین کلامی پر ہے بلکہ اُس کی دیانت داری اور چال چلن پر ہے ٭ منصف کیا چاہتا ہے جو کہ پورا نہیں ہوا خاص گواہیاں جن سے مقدمہ بنتا ہے۔ لیکن دیانتدار آدمی جو کچھ کہیگا وہ سراسر سچ کہیگا۔ یہی بات ہے جسکو مسیح چاہتا ہے وہ کہتا ہے "تم میرے گواہ ہو"۔ کیا تم چال چلن سے مسیح کے گواہ ہو؟ کیا تم اُس کے خط ہو جسے تمام آدمی جانتے اور پڑھتے ہیں؟ کیا تم اُس کا ذکر ایسا کرتے ہو کہ گویا تم اُسے جانتے ہو؟ کیا تم مسیح کو ظاہر کرتے یا اُس کو ملبس کرتے ہو؟ پھر کیا تم مسیح کے مقرری گواہ ہو؟ کیا تم یقین کرتے ہو کہ اُس نے تمکو بچایا ہے اگر نہیں تو کیا تمہاری گواہی دوسروں کے لئے کچھ قدر والی ہوگی؟ کیا تم اپنے تجربے سے جانتے ہو کہ یسوع مسیح تمکو گناہ کی طاقت سے رہائی دیتا ہے؟





اگر نہیں تو پہلی بات یہ ہے کہ تم اپنی زندگی کو نیک بناؤ کیونکہ جو کچھ دل میں بھرا ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے۔

ہر ایک سچی مسیح کے واسطے ہوتا ہے جیسا کہ گواہ کچہری میں خاموش نہیں رہتا بلکہ وہ بولتا ہے نہ صرف ہر ایک جوشن ورکر ہے بلکہ ہر ایک ایماندار ایک گواہ ہے پولس پاسٹر نہیں تھا بلکہ ایک بافندہ تھا۔ پطرس اور یوحنا مچھوے تھے متوس ایک گوالا تھا داؤد ایک گڈریا تھا بہت سے دیگر اشخاص قلی تھے لیکن سب مسیح کی گواہی دینے کے لئے جدا کئے گئے۔ جنوبی ہند کے ایک ہندوستانی گرجے میں جو حال میں ریوائیول ہوا جس سے لوگوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور تبدیل ہوئے اس کا آغاز کسی مشنری سے نہ پاسٹر اور نہ کسی کمیٹی کی کٹ سے ہوا بلکہ دو غریب مسیحیوں کی زندگی۔ دعا اور منادی سے ہوا کیا تمہاری کلیسیا کے ممبر یسوع مسیح کی گواہی دیتے ہیں؟ کیا تم اُس کی گواہی دیتے ہو؟

۲۔ گواہی دینے کی ضرورت۔

۱۔ مسیح کا حکم۔ تم تمام دنیا میں جاؤ اور ہر ایک مخلوق کو انجیل کی منادی کرو۔ مسیح ہمکو بتلاتا ہے کہ ہم پھل لانیوالی شاخیں ہیں۔ ہم نمک ہیں جس سے مجلس نمکین ہوتی ہے۔ ہم روشنی ہیں جن کو اندھیرے میں چمکنا چاہئے۔ ہم مچھوے ہیں جن کو آدمیوں کا شکار کرنا چاہئے۔ ہم کاٹنے والے ہیں جن کو انبار جمع کرنا چاہئے۔ کیا تم نے گواہی دینے میں مسیح کے حکم کو پورا کیا ہے؟ کیا تم ایک روح کو مسیح کے پاس لائے ہو؟ کیا تمہارے سکول یا گرجے یا گاؤں کے لوگوں کے درمیان تبدیلی ہوئی ہے؟ مسیح رحم سے بھر گیا جب اُس نے تکلیف زدہ اور آوارہ گروہ کو دیکھا جیسا کہ وہ اُنکو کہتا ہے کہ "تم انہیں کھانے کو دو"۔

۲۔ ہلاک ہونے والوں کی حالت۔ خدا کا کلام کہتا ہے۔ وہ مسیح سے جدا اور خدا کے لوگوں سے علیحدہ ہیں اور وعدوں سے بے بہرہ اور نا اُمید اور بے خدا ہیں کیا یہ حالت جس کا بیان کیا گیا ہے تمہارے گاؤں میں تمہارے ہمسائے یا کسی رشتہ دار کی ہے تم نے اُن کے بچانے کیلئے کیا کیا ہے؟ اگر ایک آدمی ڈوب رہا ہے تو کیا تم اپنی آنکھوں کے سامنے اُسے ڈوبنے دو گے جبکہ تم اُسے بچا سکتے ہو۔ اگر ایک مکان جل رہا ہے تو کیا تم اپنے ہمسائے کو پناہ نہ دو گے لیکن وہ گناہ میں ڈوب رہے ہیں وہ آگ کے خطرے میں ہیں جو کہ بجھتی نہیں ہے کیا تم اُن کو ہمیشہ کی آگ سے بچانے کی کوشش نہیں کرو گے؟

۳۔ ایک روح کی قیمت۔ آدمی کو کیا فایدہ اگر وہ تمام دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دیوے۔ انگلستان میں ایک تصویر تین لاکھ روپیہ کو بکی تھی۔ ایک آدمی زیادہ قیمتی ہے یا ایک تصویر؟ یقیناً آدمی زیادہ قیمتی ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو تمہارے گاؤں میں ایک بھی روح نہیں ہے جو خدا کے سامنے تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہے۔ انگلستان میں ایک گھوڑا چھ لاکھ روپیہ میں بکا تھا ان میں زیادہ کس کی قیمت ہے ایک گھوڑے کی یا ایک غیر فانی روح کی۔ ایک جانور کی یا ایک چھوٹے بچے کی اگر ایک روح زیادہ قیمتی ہے تو کیا تمہارے گاؤں یا سکول میں ایک بھی لڑکا نہیں ہے کیا وہاں کوئی مرد یا عورت نہیں ہے جسکو تم جانتے ہو کہ خدا کے نزدیک چھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہیں اُن تمام دنیا اور اس کا سونا جواہر اور دنیا کی تمام دولت سے زیادہ ہے۔ کیونکہ آدمی کو کیا فایدہ اگر وہ تمام دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دیوے۔

۳۔ گواہی دینے کی رکاوٹ۔

۱۔ ایک نا موافقت زندگی۔ اگر تمہاری زندگی ٹھیک نہیں ہے تو یہ تمہارے منہ کو بند کر دیگی۔ لوگ نہ تمہاری سنیں گے اور نہ ہی تمہاری ضرورت کو محسوس کریں گے۔ وہ جانیں گے کہ تم روپیہ کیواسطے کام کرتے ہو یا نہیں تو تم دلیری سے اپنی زندگی کی بابت کچھ نہیں کہہ سکو گے۔ اگر تم روپیہ کے معاملے میں دیانتدار نہیں ہو۔ گفتگو میں سچے نہیں ہو۔ پاکیزہ زندگی نہیں ہے۔ تو خدا کے آگے اقرار کرو اور آدمیوں کے ساتھ صفائی کرو تاکہ خدا تمہیں استعمال کرے۔ اگر ایک آدمی اپنے کو پاک کرتا ہے تو وہ ایک عزت کا برتن بنتا ہے جسکو مالک استعمال کرتا ہے کیا خداوند تمکو زبردستی استعمال کرتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اپنی زندگی کی تلاش کرو اور دیکھو۔

۲۔ آدمی کا خوف۔ بہت سے لوگ مسیح سے شرماتے ہیں بعض امیر یا اپنے سے اونچے آدمیوں کے ساتھ بولنے سے ڈرتے ہیں۔ بعض ہنسی سے ڈرتے ہیں کیا تم اپنی بیوی یا بچے یا دوست سے ڈرتے ہو؟ پھر کیوں تم مسیح کیواسطے شرماتے ہو؟ "وہ جو مجھ سے اور میرے کلام سے شرماتا ہے میں اُس سے شرماؤنگا۔ (مسیح کہتا ہے) بعض اپنے سے چھوٹے لوگوں کے ساتھ بولنے سے شرماتے ہیں۔ اگر تم آدمیوں کی عزت کرتے ہو تو گناہ کرتے ہو۔

۳۔ خود غرضی اور بے اعتقادی۔ کیا تم مسیح کے حکم کا یقین کرتے ہو کیا تم اعتقاد رکھتے ہو کہ تم گواہ ہو؟ کیا تم یقین کرتے ہو کہ لوگ تباہ ہو رہے ہیں؟ کیا تم بہشت اور دوزخ کا یقین کرتے ہو؟ تب کیوں تم غفلت کرتے ہو؟ کیا تم زر کیواسطے کام کرتے ہو یا روحوں کے واسطے؟ آدمیوں کے خوش کرنے کو یا خدا کے خوش کرنے کو؟ کوئی آدمی خدا اور دولت کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیا تم خود غرض زندگی بسر کرتا ہوا جا رہے ہو؟ کیا تم اپنے فرض پر اور ہلاک ہونے والوں کے فرض پر اور مسیح کے فرض پر ایماندار رہو گے؟ کیا تم نے آج

اشتہارات

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانون میں مسیحی کارندون کی خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندون کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبرین اسمیں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کامون کے متعلق ہر قسم کی توجہ دیجاتی ہے ؛

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عام سے عہ سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو عہ ،،
،، پچیس ،، ،، عہ ،،
،، پندرہ ،، ،، ۱۲ ،،
ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ ،،

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں ؛

المشتہر
ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد

ضرورت

سینٹ جانس پیرش اپر پرائمری سکول آگرہ کے لئے ایک فیمیل مڈل ایجید ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار سے شروع ہوگی درخواستیں معہ نقل اسناد پادری ڈی کے ٹرینر صاحب آگرہ کے نام آدین ؛

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ سنہ ۱۸۶۶ء میں قایم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف ۶۰ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اُس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈون سے بہت ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردون کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچون کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے ؛

المشتہر
پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

ضرورت

شملہ کے سی۔ ایم۔ ایس مشن کے لئے ایک ہندوستانی واعظ کی ضرورت ہے ؛ جملہ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام پادری جے۔ ریڈمن صاحب کے بھیجنی چاہئیں ؛ فقط

دستور العمل نُور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۲
،، ،، معہ محصولڈاک ،، ،، ۱۲ ،، ،، ،،
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

سالتمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
سے	سے	عہ	کالم کا آٹھواں حصہ
عہ	سے	سے	چوتھائی کالم
مہ	عہ	سے	نصف کالم
سہ	مہ	عہ	پورا کالم
لعہ	شدہ	سہ	پورا صفحہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ اور مابعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریرون کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول ایلا محصول عہ
،، معہ محصول عہ
،، آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ